Journal of Religion & Society **(JR&S)**
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

Analytical Study of the Methodologies of Juristic Derivation in Urdu Tafsir Literature of Pakistan

پاکستان کے اردو تفسیری ادب میں فقہی استنباط کے مناہج کا تجزیہ

Dr. Muhammad Riaz Mahmood
Associate Professor,
Department of Islamic Thought, History and Culture,
Allama Iqbal Open University, Islamabad.
riaz.mahmood@aiou.edu.pk

ABSTRACT

This research article presents a critical analysis of the methodologies of juristic deduction within the Urdu Tafsiri literature produced in Pakistan. Since the country's inception in 1947, Urdu Tafsir writing has evolved into a distinct intellectual tradition, responding to both classical Islamic legal heritage and contemporary sociopolitical challenges. This study examines how prominent Pakistani Mufassirian such as Syed Abul A'la Maududi, Moulana Amin Ahsan Islahi, Moulana Muhammad Idris Kandhlawi, Ghulam Ahmad Parwez, and Moulana Abdul Majid Daryabadi have approached juristic derivation from the Holy Qur'an. The analysis identifies nine dominant methodologies including the traditional Hanafi-centric inferential model, the revivalist hermeneutic emphasizing direct Qur'anic engagement without blind taqlid, the reformist contextual approach prioritizing *maqāṣid al-sharīʿah* and the minimalist or Pervaizi trend. The article explores how these methods address issues such as ritual worship, penal law, women's rights, economic transactions, and modern bioethics. It further investigates the epistemological sources employed in the Holy Qur'an, Sunnah, *Ijmāʿ*,*qiyās*, *Istiḥsān* , *Maslaḥah Mursalah* and *ʿUrf* . The study reveals a spectrum of interpretive flexibility, ranging from strict adherence to classical juristic schools to innovative methodologies that challenge established legal doctrines. While mainstream mufassirian maintain continuity with Hanafi jurisprudence, modernist and revivalist writers exhibit increased reliance on direct textual reasoning and purposive interpretation. This analysis concludes that the diversity of juristic deduction in Pakistan's Urdu Tafsir tradition reflects broader ideological currents traditionalist, Islamist, modernist and neo-revivalist and significantly shapes popular religious consciousness, legal discourse, and intra-Muslim debates. The findings offer valuable insights into the role of Qur'anic exegesis as a dynamic and enduring source of legal reasoning in contemporary South Asian Islamic thought.

Keywords: Holy Qur'an, Islamic thought ،Juristic Derivation, Legal Heritage, Maqāṣid al-Sharīʿah, Pakistan, Taqlid, Urdu Tafsir.

1. موضوع تحقیق کا تعارف، اہمیت اور پس منظر

قرآن مجید اسلامی شریعت کا بنیادی ماخذ ہے اور اسی سے فقہی احکام کے استنباط کا عمل اسلامی علمی روایت کا اہم ترین حصہ سمجھا جاتا ہے۔ استنباط سے مراد قرآن و سنت کے نصوص سے احکام شرعیہ کو نکالنے کا وہ محتاط اور اصولی عمل ہے جس میں عربی زبان کے قواعد، اصول فقہ، مقاصد شریعت اور واقعاتی سیاق وسباق کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔ تفسیر قرآن نہ صرف لغوی و ادبی توضیح کا نام ہے بلکہ یہ فقہی، کلامی اور اصولی علوم کے ارتقا

کا بھی بنیادی ذریعہ ہے۔ تاریخ اسلام میں فقہی مذاہب کی تشکیل اور ان کی تدوین میں تفاسیر نے مرکزی کردار ادا کیا، کیونکہ مفسرین نے آیات احکام کی تشریح میں اپنے اپنے فقہی مسلک کے مطابق استدلال کیا۔ برصغیر میں اردو تفسیری ادب نے قرآن فہمی کو عوامی سطح تک پہنچانے کے ساتھ ساتھ فقہی استنباط کے مختلف مناہج کو بھی فروغ دیا۔ یہاں اردو وہ ذریعہ بنی جس سے عامۃ الناس سے لے کر خواص تک نے قرآن مجید کو سمجھنے کی کوشش کی اور اسی کے ذریعے فقہی اختلافات و استنباطات علمی حلقوں سے نکل کر معاشرے کا حصہ بنے۔

پاکستان کے اردو تفسیری ادب کی تشکیل محض عربی و فارسی تفاسیر کے ترجمے تک محدود نہیں رہی بلکہ اس نے ایک مستقل فکری اور فقہی روایت کو تشکیل دیا۔ شاہ عبد القادر دہلویؒ اور شاہ رفیع الدینؒ سے شروع ہونے والی یہ روایت بعد ازاں دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث، اصلاحی، جماعت اسلامی، اہل قرآن، پرویزی اور سائنسی فکری رجحانات تک پھیل گئی۔ قیام پاکستان کے بعد یہ تنوع مزید واضح ہوا، کیونکہ اب ایک نئی ریاست کو اپنے قانونی نظام اور معاشرتی مسائل کے لیے اسلامی اصولوں کی تشریح و تعبیر درکار تھی۔ اسی دور میں مفتی محمد شفیعؒ، سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، مولانا امین احسن اصلاحیؒ، جناب غلام احمد پرویزؒ اور دیگر نے اپنی تفاسیر پیش کیں، جو نہ صرف علمی بلکہ عملی طور پر پاکستانی معاشرے میں فقہی فکر کی تشکیل کرتی رہیں۔ ان مناہج کا تعارف و تجزیہ اس لیے بھی اہم ہے کہ آج پاکستان میں انتہاپسندی، تکفیر اور مسلکی کشیدگی کے پس منظر میں یہ جاننا ضروری ہے کہ فقہی استنباط کے یہ مختلف راستے کیوں اور کن اصولوں پر وجود میں آئے۔ یہ تحقیق واضح کرتی ہے کہ اردو تفسیری ادب محض علمی ذخیرہ نہیں، بلکہ ایک زندہ روایت ہے جو پاکستانی مسلمانوں کے روزمرہ فقہی رویوں کو تشکیل دیتی ہے۔

2. فقہ حنفی پر مبنی روایتی تفسیری منہج

پاکستانی اردو تفسیری ادب میں سب سے غالب منہج فقہ حنفی پر مبنی روایت ہے۔ اس منہج کے مطابق قرآن مجید کی تفسیر ائمہ احناف کے اصولوں اور فقہی ڈھانچے کے اندر رہ کر کی جاتی ہے۔ اس کی بنیادی دلیل یہ ہے کہ برصغیر کے مسلم عہد حکومت میں فقہ حنفی نافذ رہی ہے،[1] یہاں کے مدارس، عدالتوں اور عوام کے معاملات اسی فقہ کے مطابق چلتے آئے ہیں۔ لہٰذا کسی نئی فقہی تشریح کو متعارف کرانے کے بجائے موجود فقہی تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے قرآن مجید کو سمجھنا ضروری ہے۔ اس روایت میں قرآن و سنت کے ساتھ ساتھ فقہی تسلسل اور روایتی علمی ڈھانچے کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ ان مفسرین کا فقہی رجحان یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؒ اور ائمہ مجتہدینؒ خاص کر امام اعظم ابو حنیفہؒ نے جو فقہی اصول مرتب کیے، وہ نصوص کے صحیح فہم کی ضمانت ہیں، اس لیے ان سے انحراف درست نہیں۔

حنفی منہج کے نمائندہ مفسرین میں شاہ عبد القادر دہلویؒ، شاہ رفیع الدینؒ، مولانا محمود الحسنؒ، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، مفتی محمد شفیع عثمانیؒ، مولانا عبد الماجد دریا آبادیؒ، مولانا نعیم الدین مراد آبادیؒ، علامہ غلام رسول سعیدیؒ، پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ اور ابو الحسنات محمود احمد قادریؒ شامل ہیں۔ ان تفاسیر میں فقہی استنباط کا رجحان زیادہ تر احناف کے اصولوں سے ہم آہنگ ہے اور اختلافی مسائل میں حنفی موقف کو ہی ترجیح حاصل ہے۔ مثلاً وضو، نماز، زکوٰۃ، وراثت، نکاح، طلاق، حدود وغیرہ کے مسائل میں حنفی مسلک کی تعبیر کو ہی صحیح قرار دیا جاتا ہے۔ بعض اوقات دوسرے مذاہب خاص کر شافعی یا مالکی کے دلائل کا ذکر کر کے انہیں غیر مرجح یا ضعیف قرار دیا جاتا ہے۔ یہ روایت پاکستان کے دینی مدارس اور علمی حلقوں میں سب سے زیادہ مؤثر رہی ہے۔ سینکڑوں مدارس میں طلبہ کو انہی تفاسیر کے ذریعے قرآن مجید سمجھایا جاتا ہے، جس سے فقہ حنفی کی بالادستی کو مزید دوام و استحکام حاصل ہوتا ہے۔

[1] ظفر الاسلام، سلاطین دہلی اور شریعت اسلامیہ: ایک مختصر جائزہ (انڈیا: دہلی، ایجوکیشن بک ہاؤس، 2002ء)، ص: 33-100

3. دیوبندی تفسیری روایت

دیوبندی مکتب فکر نے اردو تفسیری ادب میں فقہ حنفی کو ایک مضبوط علمی بنیاد فراہم کی۔ یہ مکتب فکر دارالعلوم دیوبند کے قیام کے بعد وجود میں آیا، جس کا بنیادی مقصد برطانوی عہد حکومت میں اسلامی علوم کی حفاظت اور فقہ حنفی کو عصری چیلنجز کے مطابق ڈھالنا تھا۔ اس روایت میں قرآن و حدیث کے ساتھ ساتھ اصول فقہ کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔[2] دیوبندی تفسیری منہج میں اعتدال، روایت پسندی اور فقہی استدلال کا امتزاج پایا جاتا ہے۔ ان مفسرین کا منہج یہ ہے کہ بہر صورت فقہ حنفی کے مطابق تفسیری نکات بیان کیے جائے اور اس فقہ میں موجود گنجائش اور لچک کے عناصر سے استفادہ کیا جائے۔ اس منہج میں قیاس اور استحسان کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دیوبندی تفاسیر میں فقہی مسائل کو صرف نقل نہیں کیا جاتا، بلکہ ان کے اصولی دلائل بھی تفصیل سے دیے جاتے ہیں۔

دیوبندی مکتب فکر میں مولانا محمود الحسنؒ المعروف شیخ الہندؒ کی تفسیری خدمات خاص اہمیت رکھتی ہیں، اگرچہ ان کی تفسیر نامکمل رہی، لیکن ان کے شاگردوں نے ان کے افکار کو فروغ دیا۔ اس طبقے میں علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی "تفسیر عثمانی" اور مفتی محمد شفیعؒ کی "معارف القرآن" کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ "معارف القرآن" آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے اور اس میں نہ صرف تفسیر بلکہ ہر زیر بحث آیت سے متعلق فقہی مسائل کو صراحتاً بیان کیا گیا ہے۔ مفتی صاحبؒ نے فقہ حنفی کے اصولوں کو جدید طرز تحریر میں پیش کیا اور ان مسائل کا ذکر کیا جہاں حنفی مسلک میں کسی مسئلے پر دو نقطہ ہائے نظر موجود ہیں۔ ان مفسرین کے ہاں فقہی استنباط ایک منظم اصولی نظام کے تحت ہوتا ہے جس میں فقہ حنفی کو بنیادی ڈھانچہ قرار دیا جاتا ہے، تاہم ضرورت کے مطابق دیگر فقہی نقطہ ہائے نظر خاص طور پر شوافع اور حنابلہ سے بھی استفادہ کیا جاتا ہے، لیکن حتمی ترجیح حنفی موقف کو ہی دی جاتی ہے۔[3] اس منہج میں مولانا غلام اللہ خانؒ کی تفسیر "جواہر القرآن" بھی شامل ہے، جو اپنے اختصار اور فقہی نکات کی وجہ سے معروف ہے۔ مولانا غلام اللہ خانؒ نے فقہی مباحث سے زیادہ توحید و سنت سے متعلق اپنے مخصوص نقطہ نظر کی وضاحت کی ہے۔[4] دیوبندی تفسیری روایت کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ روایتی فقہ، حدیث اور اصول تفسیر کو ایک مربوط علمی نظام میں پیش کرتی ہے اور جدید مسائل جیسے بینک، انشورنس، جدید ذرائع تجارت، اعضائے انسانی کی پیوندکاری وغیرہ کے حل کے لیے بھی فقہی اصولوں کو بروئے کار لاتی ہے۔ دیوبندی منہج تفسیر نے حنفی فقہ کی ترویج میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس ضمن میں دینی مدارس کا کردار بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اس منہج کو علمی اور عوامی حلقوں میں پزیرائی حاصل ہے۔ جامعات میں سندی مقالات کی تکمیل کے لیے بھی علمائے دیوبند کی پیش کردہ تفاسیر سے استفادہ کیا جاتا ہے۔

4. بریلوی تفسیری روایت

بریلوی مکتب فکر کی تفسیری روایت بھی فقہ حنفی پر مبنی ہے، تاہم اس میں فقہی مباحث کے ساتھ ساتھ اخلاق و تصوف، عشق رسول اور روحانی تعبیرات پر بھی خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ یہ مکتب فکر اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلویؒ کے افکار کو فروغ دینے میں متحرک ہے۔[5] بریلوی تفسیری روایت میں مولانا نعیم الدین مراد آبادیؒ کی "خزائن العرفان" کو سب سے زیادہ مقام حاصل ہے، جو کہ ابتدائی طور پر اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلویؒ کے فتاویٰ کی روشنی میں لکھی گئی۔[6] پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ کی "ضیاء القرآن" پانچ جلدوں میں ہے، جو بریلوی حلقوں میں

---

[2] محمد زبیر صادق آبادی، **آئینہ دیوبندیت** (پاکستان: حضرو اٹک، مکتبہ الحدیث، 2014ء)، ص:117-250۔

[3] آلوسی، شهاب الدين محمود بن عبد الله الحسيني ، **روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی** (بیروت، دار الکتب العلمیہ، 1991ء)، ج:1، ص:23-89۔

[4] مولانا غلام اللہ خان، **تفسیر جواهر القرآن** (پاکستان: راولپنڈی، کتب خانہ رشیدیہ، 1991ء)، ج:، ص:12-29۔

[5] محمد مدثر شفیق، محمد عابد ندیم، **علماء اہلسنت (بریلوی) کی تفاسیر کا اسلوب بیان: ایک جائزہ**، مجلہ التفسیر، 2020ء، ج:35، شمارہ:1، ص:62-80۔

[6] سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، **خزائن القرآن** (پاکستان: کراچی، بقیع پبلشر، 2000ء)، ج:1، ص:13-45۔

بہت مقبول ہے۔[7] علامہ غلام رسول سعیدیؒ کی "تبیان القرآن"[8] اور ابو الحسنات محمود احمد قادریؒ کی "تفسیر حسانات"[9] جو تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان کی طرف سے شائع شدہ ہے کو بھی نمایاں مقام حاصل ہے۔ ان مفسرین کے ہاں فقہی استنباط کا عمل حنفی اصولوں کے مطابق ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر نماز کے فقہی مسائل کے ساتھ ساتھ نماز کے روحانی اسرار و فوائد پر تفصیل سے روشنی ڈالی جاتی ہے۔ زکوٰۃ کے فقہی احکام کے ساتھ مال کی روحانی تطہیر پر بحث ہوتی ہے۔ بریلوی تفسیری روایت عوامی سطح پر بہت مؤثر ہے اور دینی جذبات و روحانی وابستگی کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ ان تفاسیر میں عوامی رنگ نمایاں ہے اور خانقاہی نظام کے اثرات پر بھی مباحث موجود ہیں۔

5۔ حنفیت اور اجتہاد کا مخصوص منہج تفسیر

پاکستانی تفسیری ادب میں ایک اہم رجحان وہ ہے جو فقہی جمود کے بجائے اجتہاد اور تجدید پر زور دیتا ہے۔ اس منہج کی سب سے بڑی اور مؤثر مثال سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ کی "تفہیم القرآن" ہے، جو چھ جلدوں پر مشتمل ہے اور بیسویں صدی کی سب سے زیادہ پڑھی جانے والی اردو تفاسیر میں شامل ہے۔ اس تفسیر میں فقہ حنفی سے استفادہ ضرور کیا گیا ہے خاص طور پر عبادات اور احوال شخصیہ کے مسائل میں، لیکن مولانا مودودیؒ کسی بھی فقہی مسلک کی پابندی نہیں کرتے۔ وہ براہ راست قرآن و سنت کی طرف رجوع کرتے ہیں اور جہاں ضروری سمجھتے ہیں، صحابہ و تابعین کے اقوال اور ائمہ مجتہدین کی آراء میں سے جو دلیل کے اعتبار سے قوی ہو، اسے اختیار کرتے ہیں، چاہے وہ حنفی ہو یا غیر حنفی۔ اس تفسیر میں فقہی تحرک اور اجتہاد کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔ مولانا مودودیؒ کے نزدیک فقہی مذاہب کا وجود ایک تاریخی ضرورت تھا، لیکن آج مسلمانوں کو براہ راست قرآن و سنت سے رجوع کرنا چاہیے اور جدید مسائل کا حل اجتہاد کے ذریعے تلاش کرنا چاہیے۔[10]

مفسرین کے اس طبقہ میں قرآن مجید کو ایک مکمل نظام حیات کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ مولانا مودودیؒ روایتی تفسیروں کی طرح صرف آیات کے فقہی احکام یا لغوی معانی پر نہیں رکتے، بلکہ ہر سورہ اور آیت کو ایک مربوط نظام فکر یعنی اسلامی نظریہ حیات کے حصے کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ فقہی مسائل کو جدید سیاسی، معاشی اور سماجی تناظر میں سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مثلاً سود کا مسئلہ صرف بینکاری تک محدود نہیں بلکہ پورے معاشی نظام سرمایہ داری کے تناظر میں دیکھا جاتا ہے۔ حدود اللہ کا اطلاق ایک جدید ریاست میں کیسے ہو سکتا ہے، اس پر غور کیا جاتا ہے۔ عورت کے حقوق، خاندانی نظام، بین الاقوامی تعلقات جیسے موضوعات پر فقہی استنباط پیش کیا جاتا ہے۔ اس منہج کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ روایت اور جدیدیت کے درمیان ایک علمی توازن پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ "تفہیم القرآن" نے نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیا میں جماعت اسلامی اور دیگر احیائی تحریکوں کے لیے ایک فقہی و تفسیری بنیاد فراہم کی۔ تاہم ناقدین کی رائے ہے کہ مولانا مودودیؒ نے فقہ حنفی کے بہت سے مسائل کو چھوڑ دیا اور اپنے سیاسی نظریات کو تفسیر پر غالب کر دیا،[11] جبکہ مولانا مودودیؒ کے حامیوں کے نزدیک ان کا یہ تفسیری طرز عمل عین اجتہاد ہے۔

---

[7] الازہری، کرم شاہ، **ضیاء القرآن** (پاکستان: لاہور، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، 1995ء)۔

[8] علامہ غلام رسول سعیدی، **تفسیر تبیان القرآن** (پاکستان، لاہور، فرید بک سٹال، 2017ء)۔

[9] ابو الحسنات محمود احمد قادری، **تفسیر حسانات** (پاکستان: لاہور۔ ضیار القرآن پبلی کیشنز، 2020ء)۔

[10] سید ابو الاعلیٰ مودودی، **تفہیم القرآن** (لاہور: ترجمان القرآن، 1991ء)، ج: 1، ص: 10-43۔

[11] مودودی، **تفہیم القرآن**، ج: 3، ص: 178-190۔

5. فراہی واصلاحی منہج تفسیر

مولانا حمید الدین فراہیؒ اور مولانا امین احسن اصلاحیؒ کے طرز فکر نے جدید تعلیم یافتہ طبقے کو متاثر کیا ہے۔ مولانا امین احسن اصلاحیؒ کی "تدبر قرآن" جو نو جلدوں پر مشتمل ہے، ایک منفرد استنباطی منہج تفسیر کی نمائندگی کرتی ہے۔ یہ مکتب بنیادی طور پر مولانا حمید الدین فراہیؒ کے افکار پر مبنی ہے، جنہوں نے قرآن فہمی کے لیے نظم قرآن کا نظریہ پیش کیا۔ اس مکتب فکر کے مطابق قرآن مجید ایک مربوط اور منظم کلام ہے جس کے اندرونی ربط اور نظم کو سمجھنا تفسیر کا بنیادی اصول ہے۔ روایتی تفاسیر میں جہاں آیات کو الگ الگ کر کے دیکھا جاتا ہے، وہاں فراہی و اصلاحی منہج میں پوری سورہ اور پورے قرآن مجید کو ایک اکائی کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ اصلاحی صاحبؒ کے مطابق ہر سورہ کا ایک مرکزی موضوع ہے اور تمام آیات اس مرکزی موضوع کے تحت آتی ہیں، ان کے درمیان تاریخی اور منطقی ترتیب ہے۔[12]

اس منہج میں فقہی مذاہب کی پابندی کے بجائے لغت عرب، سیاق و سباق اور داخلی قرآنی نظم کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اصلاحی صاحبؒ دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث مفسرین کے روایتی فقہی ڈھانچے کے مطابق تفسیر نہیں کرتے۔ وہ براہ راست قرآن مجید کے الفاظ اور جملوں کے قرآنی استعمال پر غور کرتے ہیں۔ مثلاً صلاۃ کا مطلب وہی نہیں لیتے جو فقہ حنفی میں ہے، بلکہ قرآن مجید میں جہاں جہاں صلاۃ کا لفظ آیا ہے، اس کے استعمال سے ایک جامع مفہوم اخذ کرتے ہیں۔ اسی طرح زکوۃ، حج، ربا اور حدود وغیرہ کے مفاہیم کو قرآنی سیاق میں سمجھا جاتا ہے، نہ کہ فقہی تعریفات کے ذریعے۔ اس طریقۂ کار نے اردو تفسیری ادب میں ایک نیا علمی زاویہ متعارف کرایا۔ اس منہج کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں قرآن مجید کی تفسیر خود قرآن مجید سے کرنے کا منہج اپنایا جاتا ہے۔ اس منہج تفسیر میں جناب جاوید احمد غامدی کے افکار کو اہم حیثیت حاصل ہے۔ غامدی صاحب نے اپنے استاد مولانا امین احسن اصلاحیؒ اور مولانا حمید الدین فراہیؒ کے طرز فکر کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ غامدی صاحب کا طرز تحریر نہ صرف علمی دنیا میں کشش کا باعث ہے بلکہ آپ کی گفتگو کو بھی جدید تعلیم یافتہ طبقے میں بڑی پزیرائی حاصل ہے۔

6. اہل حدیث تفسیری منہج

اہل حدیث منہج تفسیر میں قرآن و سنت کی طرف رجوع کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ یہ مکتب فکر برصغیر میں شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی تحریک کے بعد سید نذیر حسین دہلویؒ اور مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے ذریعے منظم ہوا۔ اس منہج کے مطابق فقہی مذاہب حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی کی تقلید لازمی نہیں بلکہ اصل ماخذ قرآن، حدیث اور فہم سلف صالحین یعنی صحابہؓ و تابعینؒ ہے۔ اہل حدیث مفسرین کے نزدیک اگر کوئی حدیث صحیح ہے اور اس کا حکم کسی فقہی مسلک کے خلاف ہے تو اس حدیث کو ہی اتباع کے قابل سمجھا جائے گا، چاہے وہ حنفی فقہ کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ یہ منہج فقہی استنباط میں اجتہاد کی گنجائش رکھتا ہے، لیکن یہ اجتہاد انفرادی نہیں بلکہ صحابہؓ و تابعینؒ کے فہم کے دائرے میں رہ کر کیا جاتا ہے۔

اہل حدیث تفسیری روایت میں مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کی "تفسیر ثنائی" اہم مقام رکھتی ہے، جو آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے اور اس میں ہر آیت کی تفسیر کے ساتھ روایتی فقہی مذاہب پر تنقیدی بحث بھی موجود ہے۔[13] حافظ صلاح الدین یوسف کی "احسن البیان" جو سعودی عرب سے شائع ہوئی اور پاکستان میں بہت مقبول ہوئی، وہ بھی اسی منہج کی نمائندہ تفسیر ہے۔ اس منہج میں فقہی استنباط براہ راست نصوص سے کیا جاتا ہے اور روایتی فقہی پابندیوں کے بجائے اجتہادی آزادی کو اہمیت دی جاتی ہے۔ مثلاً نماز میں رفع یدین، آمین بلند آواز سے کہنا، مسح علی الخفین کی کیفیت اور

---

[12] مولانا امین احسن اصلاحی، **تدبر القرآن**، (لاہور: فاران فاؤنڈیشن، 2009ء)، ج:1، ص:10-34 ۔

[13] مولانا ثناء اللہ امرتسری، **تفسیر ثنائی** (لاہور: مکتبہ قدوسیہ، 2013ء)۔

وراثت میں بعض مسائل وغیرہ پر ان کا موقف فقہ حنفی سے مختلف ہے اور وہ اسے صحیح احادیث سے استدلال کرتے ہیں۔[14] اہل حدیث منہج تفسیر کی ایک اہم خصوصیت اختصار اور سادگی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عوامی حلقوں میں اس تفاسیر کو مقبولیت حاصل ہے۔

7. پرویزی منہج تفسیر

جناب غلام احمد پرویزؒ نے پاکستان میں ایک نئے طبقہ فکر کو تشکیل دیا۔ آپ نے حدیث وسنت کی استنادی وتشریحی حیثیت پر اعتراضات کیے ۔ آپ نے "مفہوم القرآن" کے نام سے تفسیر لکھی۔ آپ قرآن مجید کو ہی دین کا واحد ماخذ قرار دیتے ہیں۔ آپ کا موقف یہ ہے کہ موجودہ کتب حدیث خاص کر صحاح ستہ میں بہت سی روایات ضعیف بلکہ من گھڑت ہیں۔ اس فکر کے مطابق قرآن مجید اپنی تفسیر خود کرتا ہے اور اس کے فہم کے لیے بیرونی فقہی یا حدیثی مراجع کی ضرورت نہیں۔ پرویز صاحب نے اپنی تفسیر میں روایتی فقہی احکام جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کی نہ صرف تشریح کی بلکہ بعض اوقات ان کی موجودہ شکل پر سوال بھی اٹھایا۔ وہ ان عبادات کو زیادہ تر اخلاقی اور سماجی اقدار کے طور پر پیش کرتے ہیں، مثلاً نماز کو محض جسمانی حرکات کے بجائے اللہ تعالیٰ کی یاد اور نظام جماعت کا نام دیا اور حج کو عالمی کانفرنس کا تصور دیا۔[15] یہ منہج اردو تفسیری ادب میں ایک منفرد اور متنازع رجحان کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس نے بہت سے ایسے جدید تعلیم یافتہ پاکستانیوں کو متاثر کیا جو روایتی فقہی تشریحات سے بیزار تھے۔ اس منہج تفسیر پر روایتی مذہبی حلقوں کی طرف سے شدید تنقید کی جاتی ہے اور اس منہج کی علمی کمزوریوں کو واضح کرنے کے لیے نہ صرف یہ کہ کتب تحریر کی گئی ہیں بلکہ جامعات کی سطح پر پیش کیے جانے والے مقالات میں بھی ان پر نقد ونظر کیا گیا ہے۔

8. تفسیر کا سائنسی وسماجی منہج

دور جدید میں سائنسی مباحث اور سماجی تبدیلیوں نے انسانی فکر کو بہت متاثر کیا ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ تفسیری ادب میں سائنس اور جدید سماجی مسائل کو زیادہ اہمیت دی جانے لگی ہے۔ اس ضمن میں علامہ عنایت اللہ مشرقیؒ کی تفسیر "تذکرہ" کو نمائندہ حیثیت حاصل ہے۔ اس تفسیر میں قرآن مجید کو سائنسی، سماجی اور تہذیبی تناظر میں سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ علامہ مشرقیؒ تحریک خاکسار کے بانی تھے اور انہوں نے اپنی تفسیر میں جدید سائنس خاص کر فزکس، کیمسٹری، حیاتیات اور ارتقا کے نتائج کو قرآن مجید کی آیات سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی۔ اس منہج کے مطابق قرآن مجید ایک ایسی کتاب ہے جو انسانی ترقی، اجتماعی نظم اور سائنسی شعور کو فروغ دیتی ہے۔ اس میں فقہی مباحث مثلاً نماز، روزہ، حج اور حدود کے بجائے اجتماعی اور فکری پہلو زیادہ نمایاں ہوتے ہیں۔ علامہ مشرقیؒ کے نزدیک قرآن مجید میں پیش گوئیاں اور سائنسی اشارے موجود ہیں جو جدید تحقیق سے ثابت ہو چکے ہیں اور یہی قرآن مجید کا اصل اعجاز ہے۔[16] علامہ مشرقیؒ فقہی احکام کو زیادہ تر ان کی روح اور مقصد کے اعتبار سے سمجھتے ہیں، نہ کہ ان کی ظاہری شکل کے اعتبار سے۔ مثال کے طور پر نماز کو وہ نظم وضبط اور اجتماعی منظم مشق کا نام دیتے ہیں، روزے کو ایک طرح کی معاشی اور جسمانی تربیت، زکوٰۃ کو ایک سماجی انصاف کا نظام اور حج کو عالمی اجتماع اور ثقافتی تبادلے کا ذریعہ بتاتے ہیں۔ ان کے نزدیک روایتی فقہانے عبادات کی شکل کو تو محفوظ رکھا، لیکن ان کی روح کو ختم کر دیا۔ اس منہج میں فقہی استنباط کا روایتی ڈھانچہ تقریباً موجود نہیں ہے، بلکہ اسے ایک نئی سماجی اور سائنسی تعبیر سے بدل دیا گیا ہے۔[17]

---

[14] حافظ صلاح الدین، **احسن البیان**((مدینہ المنورۃ: شاہ فہد پرنٹنگ پریس، 2001ء)۔

[15] غلام احمد پرویز، **مفہوم القرآن**(لاہور: طلوع اسلام ٹرسٹ، س۔ن)، ص:1-1547۔

[16] علامہ عنایت اللہ مشرقی، **التذکرہ**(انڈیا: معصومہ اینڈ کمپنی، 2002ء)۔

[17] نفس المرجع، ص:24-27۔

9. شیعہ مکتب کی تفاسیر کا فقہی منہج

پاکستان کے اردو تفسیری ادب میں شیعہ تفسیری ادب کی نمائندگی جو تفاسیر کرتی ہیں ان میں محسن علی نجفی کی تفسیر "بلاغ القرآن" قابل ذکر ہے۔[18] اس کے علاوہ آیت اللہ حسن رضا سید غدیری کی عربی تفسیر "المیزان" کا اردو ترجمہ بھی پاکستان میں بہت مقبول ہے اور اسے شیعہ حلقوں میں ایک مقبول تفسیر کا درجہ حاصل ہے۔[19] ان تفاسیر میں فقہی استنباط کا منہج یہ ہے کہ پہلے قرآن مجید کی آیت کی لغوی اور ادبی تشریح کی جاتی ہے، پھر اس کے شانِ نزول اور سیاق وسباق پر غور کیا جاتا ہے اور پھر ائمہ اہل بیت سے منقولہ روایات کی روشنی میں اس کے فقہی حکم کا استنباط کیا جاتا ہے۔ جہاں ائمہ سے کوئی واضح روایت موجود نہ ہو، وہاں اصول فقہ جعفری جیسے عقل، اجماع اور قیاس خاص شرائط کے ساتھ استعمال کیے جاتے ہیں۔ شیعہ تفسیری منہج کی ایک خاص بات یہ ہے کہ اس میں تاویل پر بہت زور دیا جاتا ہے، یعنی آیات کے ظاہری معانی کے ساتھ ساتھ ان کے باطنی معانی بھی بیان کیے جاتے ہیں، جن کا تعلق اکثر اہل بیت کی فضیلت، امامت اور دینی قیادت سے ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر سورہ نور کی آیت نور کے باطنی معانی میں اماموں کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔[20]

10. فقہی تفاسیر کا تقابلی جائزہ

پاکستانی اردو تفسیری ادب میں فقہی استنباط کے مختلف مناہج ایک وسیع فکری تنوع کو ظاہر کرتے ہیں۔ فقہ حنفی پر مبنی روایتی منہج جس میں دیوبندی اور بریلوی دونوں شامل ہیں سب سے زیادہ غالب ہے اور یہ پاکستان کی اکثریتی آبادی کے فقہی رویوں کی تشکیل کرتا ہے۔ دیوبندی اور بریلوی دونوں فقہ حنفی پر کاربند ہیں، لیکن ان کے اسلوب میں فرق ہے۔ مولانا مودودیؒ کا منہج فقہ حنفی سے تو استفادہ کرتا ہے، لیکن وہ حنفی تقلید کو ضروری نہیں سمجھتا اور ایک نیا اجتہادی شعور پیش کرتا ہے، جو سیاسی وسماجی مسائل پر زیادہ مرکوز ہے۔ یہ منہج پاکستان کے متوسط اور اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقے میں زیادہ اثر رکھتا ہے۔ مکتب فراہی واصلاحی نظم قرآن پر زور دیتا ہے اور روایتی فقہی ڈھانچے سے ہٹ کر براہ راست قرآنی سیاق سے استنباط کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ منہج علمی اعتبار سے بہت مضبوط ہے لیکن عملاً ایک محدود حلقے یعنی محققین واساتذہ تک محدود ہے۔ اہل حدیث منہج نصوص یعنی قرآن مجید اور حدیث نبوی ﷺ کی براہ راست پیروی کرتا ہے اور فقہی مذاہب کی پابندی نہیں کرتا۔ پرویزی منہج حدیثی روایت سے ہٹ کر صرف قرآن مجید کو بطور مرکز فکر پیش کرتا ہے۔ علامہ مشرقیؒ کا سائنسی منہج جدید فکری تقاضوں کو سامنے رکھتا ہے، لیکن یہ بھی روایت اور جدیدیت کا توازن پیدا کرنے میں ناکام رہا اور اب صرف تاریخی اہمیت رکھتا ہے۔ شیعہ تفاسیر فقہ جعفری پر مبنی ہیں اور اہل بیت کی روایات کو مرکزی حیثیت دیتی ہیں۔ یہ پاکستان کی شیعہ آبادی میں گہرا اثر رکھتی ہیں۔

11. خلاصہ بحث

پاکستان کا اردو تفسیری ادب ایک متنوع اور کثیر الجہتی علمی روایت ہے جس میں مختلف فقہی، فکری اور اصلاحی مناہج موجود ہیں۔ یہ ادب محض ترجمہ یا نقل نہیں بلکہ ایک مستقل فکری نظام ہے جس نے اسلامی فقہ اور تفسیر کے میدان میں اہم علمی خدمات انجام دی ہیں۔ اس کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ پاکستانی علمی روایت میں اجتہاد، روایت، اصلاح اور جدیدیت سب ایک ساتھ موجود ہیں اور یہی اس کی اصل قوت اور علمی وسعت ہے۔ قیام پاکستان کے ساتھ ہی ایک نئے معاشرے کو اپنے قانونی، معاشی اور ثقافتی مسائل کے حل کے لیے قرآن مجید کی طرف

---

[18] محسن علی نجفی، **بلاغ القرآن** (اسلام آباد: جامعۃ الکوثر: دار القرآن الکریم، 2000ء)۔

[19] آیت اللہ حسن رضا سید غدیری، **المیزان**، (پاکستان، لاہور، الغدیر اکیڈمی، 2001ء)۔

[20] عباس سید، **برصغیر کے شیعہ علماء کی تفسیری تالیفات**، مجلہ البصیرہ (https://albasirah.com/urdu/bare-saghir-ky-shia-ulama/)۔ دفاع اسلام، کتب تفاسیر (https://difaeislam.com/books.php?id=204&key=library-books

رجوع کرنے کی ضرورت پیش آئی اور اردو تفاسیر نے یہ کام بخوبی انجام دیا۔ چاہے وہ مفتی محمد شفیعؒ کی فقہی دقیق نگاری ہو یا مولانا مودودیؒ کی سیاسی و معاشی بصیرت یا مولانا اصلاحیؒ کی نظری گہرائی یا مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کی حدیثی تحقیق یا پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ کی روحانی کشش یا شیعہ تفاسیر کی اہل بیت پر مبنی فقہی تشریح ہو، یہ سب اپنی اپنی جگہ اردو تفسیری ادب کے قیمتی سرمایے ہیں۔ تاہم اس تنوع کے ساتھ ایک چیلنج یہ بھی ہے کہ مختلف مناہج کے درمیان باہمی احترام اور علمی رواداری مفقود ہوتی جارہی ہے اور ہر گروہ اپنے منہج کو واحد صحیح منہج قرار دے دیتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان مختلف مناہج کو ایک مکالمے کے ذریعے قریب لایا جائے اور فقہی استنباط کے مشترکہ اصولوں جیسے قرآن و سنت کی حجیت، عربی زبان کے قواعد اور اجماع و قیاس کی اہمیت پر اتفاق کیا جائے۔ آخر میں یہ کہنا مناسب ہو گا کہ پاکستان میں اردو تفسیری ادب نہ صرف ماضی کی میراث ہے، بلکہ مستقبل میں بھی مسلمانوں کی فقہی فکر کی تشکیل کرتا رہے گا، اس لیے اس کا مطالعہ اور تجزیہ علمی اور عملی دونوں اعتبار سے اہم ہے۔